رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
صاحبزادیاں
اعجاز الحق قدوسی

مسلمان بیبیوں اور بچیوں کے لئے تاریخِ اسلام کی پہلی کتاب

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادیاں

یعنی

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چاروں صاحبزادیوں کے مبارک حالات، اخلاق
ومعاشرت وعبادات کو مستند کتابوں سے عام فہم، آسان اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے

جس کو

چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی نہایت آسانی سے پڑھ سکتی ہیں

از

اعجاز الحق قدوسی

مطبع دستگیری چیلہ پورہ حیدرآباد دکن

تعداد طبع اول

۱۰۰۰

تاریخ

۲۴ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۳ھ

ملنے کا پتہ

کتاب خانہ انجمن ترقی (اردو ہند) عابد روڈ حیدرآباد دکن

سلیم اختر قدوسی۔ نامپلی جدید۔ لال ٹیکری۔ نمبر مکان ۱۱/۷

حیدرآباد دکن

کتبہ۔ سید ناصر علی کاپی نویس

سکنہ کوچہ گلاب سنگھ نمبر مکان ۲۹۲ حیدرآباد دکن

۹/۱۲ ۵۳ ف

فہرس مضامین

دعا

تمام مسلم نونہالوں اور اپنے بچوں کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے حبیبِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے اور آپ کی اولاد کے طفیل میں جن کا ذکرِ مبارک اس کتابچہ کی زیب و زینت ہے اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ فرمائے تاکہ یہہ اسلام کے سچے خادم اور مسلمانوں کے مخلص خدمت گزار بن جائیں اور سعادتِ دارین حاصل کریں۔ آمین

عاصی

اعجاز الحق قدوسی

۱۲ ربیع الاول

۱۳۶۳ھ

پیش لفظ

(از جناب محترم علامہ عبداللہ العمادی صاحب سابق ناظر دینیات و رکن

دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

چراغ تلے اندھیرا آپ بہت دیکھ چکے ہوں گے، آج آئیے ایسے گوہرِ شب چراغ کو دیکھئے جس کے اوپر تلے اُجالا ہی اُجالا ہے، یہہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات پاک تھی، جس کے نور الانوار نے پہلے گھر کو روشن کیا پھر ہفت کشور کو وادیِ ایمن بنا دیا۔

تبلیغ، توحید و دعوتِ حق کے لئے خاص تاکید یہہ تھی کہ پہلے اپنے قریب تر اعزہ و اقربا پر عمل ہو، وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ لڑکے لڑکیاں تمام قرابت داروں میں اقرب ہیں، آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے لڑکے تو زندہ نہ رہے، اب دیکھنا یہہ ہے کہ لڑکیوں پر اس دعوت کا کیا اثر پڑا اور اس اثر سے مُردہ دلوں میں کیسی زندگی پھیلی۔

اس رسالہ کا یہی موضوع ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طیباتؓ کے واقعات خوش اسلوبی سے پیش کئے ہیں۔

(۲) چاروں صاحبزادیوں کے حالات یکجا کتابی صورت میں چھوٹی لڑکیوں کے لئے ابھی تک شائع نہیں ہوئے اس لحاظ سے یہ پہلی کتاب ہے۔

(۳) اس کتاب میں صاحبزادیوں کی سیرۃِ مبارک کے ایسے عنوان لئے گئے ہیں جو چھوٹی لڑکیوں کے مناسبِ حال ہیں۔

(۴) زبان سہل، سلیس اور عام فہم اختیار کی گئی ہے کہ لڑکیوں کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

(۵) صحتِ روایات کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۶) ماخذ کے ہر جگہ حوالے دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سعادت مند گھرانوں کو توفیق دے کہ اس روشن نمونۂ عمل کو چراغ راہ بنائیں، تدبّر کی روشنی سے تدبیرِ منزل میں قدم بڑھائیں کہ لڑکیوں کے دماغ اس مشعلِ صدق وحق سے منور ہوجائیں۔ ابتدائی جماعتوں کے نصاب تعلیم کے لئے یہ موزوں ترین رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں شائع کرایا جائے اور ہر ایک گھر اس سے فائدہ اٹھائے۔ وباللہ التوفیق۔

۰ رجب ۱۳۷۶ھ | عبداللہ العمادی

رائے

جناب مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب معتمد مجلس علماء دکن

رسالہ "رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیاں" مرتبہ جناب مولوی اعجاز الحق صاحب قدوسی واعظ سرکار عالی کو میں نے دیکھا

یہہ ایک مختصر اور مفید رسالہ ہے عام مسلمانوں خاص کر مسلم خواتین اور اُن کی لڑکیوں کے لئے یہہ بہت مفید کتاب ہے۔

حق تعالےٰ مولف فاضل کو جزائے خیر دے اور مسلم خواتین کو اپنے پیارے رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کے حالاتِ پاک پڑھنے اور اُن کی حیاتِ طیبہ کو مشعلِ راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۳ھ
حیدرآباد دکن

سیّد محمد بادشاہ حسینی
معتمد
مجلسِ علماءِ دکن

رائے

جناب مولٰنا سیّد عبدالقدوس صاحب ہاشمی ندوی

ہماری تعلیم کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں تفریح کا حصہ تعمیرِ اخلاق سے زیادہ ہوگیا ہے، بازار میں بچیوں کے لئے جو ننھی منی کتابیں ملتی ہیں، اُن میں اکثر وبیشتر "طوطا مینا کی کہانی" "جادو کی گڑیا" اور "ہری پہاڑی" قسم کی ہوتی ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری بچیاں اُن سے تفریح حاصل کرنے کے علاوہ کچھ نہیں سیکھ سکتی ہیں، ضرورت ہے کہ اُن میں اچھی مسلمان بیبیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا شوق پیدا کیا جائے، اس مقصد کے لئے اُنھیں نیک بیبیوں کے سچے قصّے پڑھائے جائیں۔

میں نے مولٰنا اعجاز الحق صاحب قدوسی کی کتاب "رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیاں" دیکھی اور اس مقصد کے لئے اس کو مفید پایا۔ اس کی زبان آسان، صحیح اور بڑی

صاف ستھری ہے، بیان دلکش اور سب سے زیادہ قابل تعریف
بات یہہ ہے کہ واقعات رجال و تاریخ کی مستند کتابوں سے
بحوالۂ صفحات درج ہیں، اگرچہ میں بچیوں کی کتابوں میں حوالہ کا اندراج
غیر ضروری بلکہ بوجھ سمجھتا ہوں لیکن یہہ ہی چیز ہے جو اس کتاب
کو واعظانہ حکایات سے ممتاز کرتی ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ
یہہ کتاب مسلمان بچیوں کے مطالعہ کے لئے مفید ہوگی خدا کرے کہ
اس سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے۔

عبدالقدوس ہاشمی
حیدرآباد دکن

۱۵ ربیع الثانی
سنہ ۱۳۶۳ھ

مقدمہ

عزیز بچیو!

ہمارے مولیٰ، ہمارے آقا، خدا کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین صاحبزادے، حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ[1] اور حضرت ابراہیمؓ تھے، یہ تینوں صاحبزادے ننھی منی سی عمر میں وفات پا گئے، ان کے علاوہ چار صاحبزادیاں تھیں، جنھوں نے بڑی عمر پائی، دین و دنیا میں ان صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کا بڑا درجہ ہے، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رُقیّہؓ

---

[1] حضرت عبداللہؓ کا لقب طیب و طاہر بھی ہے، رحمۃ للعالمین جلد دوم ۱۰۰، زرقانی جلد ثالث ۱۹۴

(۳) حضرت اُمِّ کلثومؓ (۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ

اس کتاب میں اِن چار صاحبزادیوں کے حالات جمع کئے گئے ہیں، جن سے ہم سب بہت سی اچھی باتیں سیکھ سکتے ہیں۔

تم اِن بزرگ بیبیوں کے حالات کو خوب غور سے پڑھو اور اسکی کوشش کرو کہ تمہاری زندگی بھی اُسی طور وطریقے کی ہو جو اللہ اور اُس کے رسول کو پسند ہے۔ اللہ پاک اپنے رسولؐ اور اولادِ رسولؐ کے طفیل میں، اس کتاب کے پڑھنے اور سُننے والوں، اور ہم سب مسلمانوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کرے۔ آمین

اعجاز الحق قدوسی

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

نامپلی جدید

حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

آپ کا نام زینب رضؓ اور آپ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ رضؓ ہے، آپ ہمارے رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں[1]۔

پیدائش

حضرت زینب رضؓ رسولِ پاک کے نبی ہونے سے دس برس پہلے پیدا ہوئیں، اُس وقت آنحضرت صلعم کی عمر تیس[2] سال تھی[3]۔

شادی

حضرت رسولِ خدا صلعم کی صاحبزادیوں میں سب سے پہلے حضرت زینب رضؓ کی شادی ابوالعاص سے ہوئی۔ حضرت زینب رضؓ کی والدہ حضرت خدیجہ رضؓ، ابوالعاص کی خالہ تھیں[3]۔

---

[1] طبقات جلد ۸ صفحہ ۲۔ [2] زرقانی جلد ثالث صفحہ ۱۹۵۔ [3] طبقات جلد ۸

جہیز حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کو جہیز میں یمنی عقیق کا ایک ہار بھی دیا تھا[1]۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب خدا کے رسولؐ ہوئے تو مکّے کے کافروں نے اَبُو العَاصؒ کو بہت بہکایا کہ وہ حضرت زینبؓ کو طلاق دیدیں مگر اُنھوں نے کافروں کی بات نہیں مانی اور ہمیشہ انکار کرتے رہے، حضرت رسولِ پاک نے اس بارے میں اُن کی تعریف بھی فرمائی ہے[2]۔

اسلام جب ہمارے سرکار، دو جہاں کے سردار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسولؐ ہوئے تو حضرت زینبؓ بھی اسلام لے آئیں۔

ہجرت نبوت کے تیرہویں سال، ہمارے رسولِ پاک مکّے سے ہجرت کر کے مدینۂ منورہ تشریف لے گئے تو اُس وقت آپ کے گھر والے مکّے ہی میں رہ گئے تھے اور حضرت زینبؓ اپنی سسرال میں تھیں۔

ہجرت کے دوسرے سال بدر کی لڑائی ہوئی اُس میں حضرت زینبؓ کے خاوند اَبُو العَاصؒ بھی جنھوں نے اُس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا کافروں کی طرف سے مسلمانوں سے

---

[1] طبقات جلد ۸ [2] رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ ۱۲۱۔

لڑنے کے لئے گئے، اِس لڑائی میں کافروں کو شکست ہوئی اور حضرت عَبْدُ اللّٰہ بن جُبَیْر انصاریؓ نے دوسرے قیدیوں کے ساتھ اَبُو العَاص کو بھی پکڑ لیا۔

جب اس واقعہ کی خبر مکّے والوں کو ہوئی تو ہر ایک نے اپنے اپنے عزیزوں کی طرف سے آنحضرت صلعم کی خدمت میں فِدْیَہ[1] کا روپیہ بھیجا کہ اِسے قبول کر لیا جائے اور اس کے بدلے میں قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، چونکہ اَبُو العَاص بھی قید تھے، اس لئے حضرت زَیْنَبؓ نے بھی مکّے سے عَمْرو بن رَبِیْع کے ہاتھ اپنے شوہر اَبُو العَاص کے چُھڑانے کے لئے ایک ہار بھیجا، یہہ وہی ہار تھا جو حضرت خَدِیْجَہؓ نے حضرت زَیْنَبؓ کو جہیز میں دیا تھا، جب یہہ ہار رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وَسَلَّم کے سامنے لایا گیا تو حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے صحابہؓ[2] سے فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو زینبؓ کے خاوند کو چھوڑ دو اور اُس کا ہار بھی واپس کر دو یہہ اُس کی ماں کی نشانی ہے، چنانچہ ہمارے سرکار حضرت رسولِ خدا صلعم کے حکم کے مطابق اَبُو العَاص چھوڑ دیئے گئے

---

[1] جو روپیہ جنگ کے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے ادا کیا جاتا ہے اس کو فدیہ کہتے ہیں۔

[2] صحابہ، جمع ہے صحابی کی، صحابہ ان بزرگوں کو کہتے ہیں جنھوں نے ایمان و اسلام کی حالت میں آنحضرت صلعم کو دیکھا ہو یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں اور ایمان پر اُن کی وفات ہوئی ہو، ان بزرگوں کا مرتبہ رسول پاکؐ کے بعد سب سے بڑھا ہوا ہے۔

اور وہ ہار بھی واپس کر دیا گیا، مگر اَبُوالعَاصؓ پر یہہ شرط لگائی گئی کہ وہ مکے پہنچنے کے بعد حضرت زَیْنَبؓ کو مدینۂ منورہ بھیج دیں گے، اَبُوالعَاصؓ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور اپنے وعدے کے مطابق مکے پہنچ کر حضرت زَیْنَبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینۂ منورہ روانہ کیا، کَنَانَہ کو یہہ ڈر تھا کہ جب کافروں کو یہہ خبر پہنچے گی تو وہ ضرور پیچھا کریں گے، اس لئے اُنھوں نے دشمنوں سے بچاؤ کی خاطر اپنے ساتھ ہتیار لے لئے تھے، مکّے والوں کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو قُرَیش کے کچھ لوگوں نے کَنَانَہ کا پیچھا کیا اور مقام ذِی طُوَیٰ میں اُن کو جا گھیرا حضرت زَیْنَبؓ اونٹ پر سوار تھیں، ہبار بن اَسْوَدْ نے حضرت زَیْنَبؓ کو نیزہ سے زمین پر گرا دیا، حضرت زَیْنَبؓ حاملہ تھیں، گرنے کی وجہ سے ایسی چوٹ آئی کہ حمل ساقط ہو گیا، کُنَانَہ نے یہہ حال دیکھا تو تیر نکالے اور کافروں سے للکار کر کہا خبردار اگر اب تم میں سے کوئی آگے بڑہے گا تو اُس کی جان کی خیر نہیں، کافروں نے جب یہہ ڈانٹ سُنی تو پیچھے ہٹنے لگے، اَبُوسُفیَانؓ نے جو قریش کے ساتھ وہاں آیا تھا، کنانہ سے کہا، تیر روک لو، ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، کَنَانَہ نے

اپنے تیر کو روک لیا اور پوچھا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ اَبُو سُفیان ؓ نے کہا محمدؐ کے ہاتھوں جو تکلیفیں اور ذلتیں ہم کو اٹھانی پڑیں ہیں وہ تم جانتے ہو، اگر تم کھلم کھلا محمدؐ کی بیٹی کو ہمارے سامنے سے لے جاؤ گے تو ہماری بڑی ذلت اور رُسوائی ہو گی اور دنیا کہے گی کہ ہم بہت بُزدل اور کمزور تھے کہ تمھارا کچھ نہ بگاڑ سکے، تم خوب جانتے ہو کہ ہمیں محمدؐ کی بیٹی کے روکنے کی ضرورت نہیں مگر ہم یہہ چاہتے ہیں کہ اب تم زَینَبؓ کو مکّے واپس لے کر چلو، جب یہہ شور و غل کم ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ محمدؐ کی بیٹی واپس آ گئیں تو اُس وقت چپکے سے زَینَبؓ کو واپس لے جانا، کِنَانَہ نے اُن کی یہہ بات مان لی اور حضرت زَینَبؓ کو لے کر مکّے واپس آئے، کچھ دن بعد ایک رات وہ حضرت زَینَبؓ کو لے کر مکّے سے روانہ ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے حضرت زَیدؓ بن حَارِثَہؓ کو ان کو لینے کے لئے بھیج دیا تھا وہ مقام بَطنِ یَاجِج میں ٹھہر کر ان کا انتظار کر رہے تھے، کِنَانَہ، حضرت زَینَبؓ کو لے کر بطنِ یاجج پہنچے اور حضرت زَینَبؓ کو حضرت زَیدؓ بن حَارِثَہؓ کے سپرد کر کے وہاں سے واپس ہو گئے، زَیدؓ بن حَارِثَہؓ حضرت زَینَبؓ کو مدینہ منورہ لے کر آئے۔[1]

---

[1] یہہ تمام تفصیل زرقانی جلد ثالث صفحہ (۱۹۵) پر ہے۔

حضرت ابو العاصؓ کا اسلام

حضرت زینبؓ کے خاوند ابو العاصؓ بڑے تجربہ کار تاجر تھے اور امانتوں کے ادا کرنے میں مشہور تھے، مکے میں اُن کی بڑی ساکھ تھی، قریش اُن کو اپنا مال بیچنے کے لئے دیتے تھے، ہجرت کے چھٹے سال جمادی الاول کے مہینے میں ابو العاصؓ تجارت کا بہت سا مال و اسباب لے کر ایک قافلہ کے ساتھ شام کے ملک کی طرف چلے، ادھر مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش کا قافلہ تجارت کے لئے شام کی طرف جا رہا ہے، ہمارے رسولؐ پاک نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ایک سو ستر سواروں کے ساتھ اس قافلے کے مقابلے کے لئے بھیجا، مقام عیص میں مسلمانوں نے اس قافلے کا مقابلہ کیا اور قافلے والوں کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے، مگر کسی نے ابو العاصؓ کو کچھ نہ کہا، ابو العاصؓ نے جب یہہ رنگ دیکھا تو سیدھے مدینہ منورہ پہنچے، اُس وقت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ مدینہ ہی میں موجود تھیں یہہ سیدھے اُن کے پاس گئے اور اُن سے پناہ مانگی، حضرت زینبؓ نے اُن کو اپنی پناہ میں رکھا اور اُن کا مال واپس کرنے کے لئے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی، آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تم میرے

اور اَبُوْاَلعَاصْ کے رشتے کو جانتے ہو، اگر تم ان کا مال واپس کرکے ان پر احسان کروگے تو میری خوشی کا سبب ہوگا، آیندہ تمھیں اختیار ہے، یہہ سنتے ہی سب نے اُن کا سارا مال واپس کردیا، اَبُوْاَلعَاصْ اپنا تمام مال واسباب لے کر مکّے پہنچے اور جس جس کی جو امانتیں تھیں وہ ادا کرکے، محرم کے مہینے میں ہجرت سے ساتویں سال مسلمان ہوگئے، اور اسلام لانے کے بعد ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے۔[1]

حضرت زَیْنَبْؓ اور اَبُوْاَلعَاصْ میں شرک کی وجہہ سے جدائی ہوگئی تھی لیکن جب وہ مسلمان ہوکر مدینہ منورہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زَیْنَبْؓ کو (اسی پہلے مہر کے ساتھ) دوبارہ نکاح کرکے حضرت اَبُوْاَلعَاصْؓ کے گھر بھجوایا۔[2]

میاں بیوی کا آپس میں برتاؤ

حضرت اَبُوْاَلعَاصْؓ اور حضرت زَیْنَبْؓ کا برتاؤ آپس میں بہت اچھا تھا، حضرت زَیْنَبْؓ کو حضرت اَبُوْاَلعَاصْؓ سے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انھوں نے

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۰ [2] زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۶

حضرت اَبُوا لعَاصؓ کو پناہ دی، اُن کی سفارش آنحضرت صلعم سے کی وہ جب قید تھے تو اُن کو چھڑانے کے لئے فدیہ میں اپنا ہار بھیجا حضرت اَبُواْ لعَاصؓ کو بھی حضرت زَینَبؓ سے بہت محبت تھی، جب حضرت زَینَبؓ مدینہ منورہ آگئی تھیں تو حضرت اَبُواْ لعَاصؓ کو اُن سے جدا ہونے کا بہت رنج تھا وہ اکثر اُن کو یاد کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اِن دونوں کے آپس کے برتاؤ کی تعریف فرمائی ہے[1]۔

وفات حضرت زَینَبؓ نے ہجرت کے آٹھویں سال وفات پائی، اُن کی بیماری کا سبب وہ چوٹ تھی جو مدینہ منورہ آتے ہوئے ہبار بن اَسْوَدْ کے ہاتھ سے اُنھیں پہنچی تھی، وہی تکلیف بڑھتی گئی یہاں تک کہ اسی سے وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

غسل حضرت زَینَبؓ کی مَیّت کو حضرت اُمِّ اَیمَنؓ حضرت سَوْدَہؓ حضرت اُمِّ سَلَمَہؓ نے غسل دیا، جس کا طریقہ خود آنحضرت صلعم بتاتے جاتے تھے، آپ نے فرمایا کہ اِن کے بدن کے ہر حصے کو تین تین دفعہ یا پانچ پانچ دفعہ غسل دو، اس کے بعد کافور لگاؤ[2]۔

---

[1] زرقانی جلد ثالث [2] زرقانی جلد ثالث

نمازِ جنازہ حضرت زینبؓ کے جنازے کی نماز حضرت رسولؐ پاک نے پڑھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابو العاصؓ نے میّت کو قبر میں اتارا اُس وقت رسولؐ پاک کے چہرۂ مبارک سے بڑا رنج و غم ظاہر ہو رہا تھا[1]۔

اولاد حضرت زینبؓ نے ایک صاحبزادے جن کا نام علیؓ تھا اور ایک صاحبزادی جن کا نام اُمامہؓ تھا چھوڑے جن کی پرورش خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی جس دن مکّہ فتح ہوا اور آنحضرت صلعم مکّے میں داخل ہوئے تو حضرت زینبؓ کے صاحبزادے حضرت علیؓ آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے[2]۔

آپ کی صاحبزادی حضرت اُمامہؓ سے ہمارے سرکار، رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بہت محبت کرتے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حضرت اُمامہؓ کو اُن کے بچپن کے زمانے میں کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب آپ رکوع میں جاتے تو اُن کو اُتار دیتے اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو کندھے پر بٹھا لیتے

---

[1] سیرۃ النبی جلد دوم صفحہ (۴۲۳) [2] زرقانی جلد ثالث صفحہ (۱۹۷)

اسی طرح نماز ختم کی[1]۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک دفعہ کہیں سے تحفہ میں ایک قیمتی ہار آیا، آپ گھر میں تشریف لائے اور فرمایا یہہ ہار میں اُس کو دوں گا جس سے میں اپنے خاندان میں سب سے زیادہ محبت رکھتا ہوں، بیبیوں کو خیال ہوا کہ شاید یہہ ہار حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضی اللہ عنہا کے حصے میں آئے گا، لیکن آپ نے حضرت اُمَامَہ رضی اللہ عنہا کو بلایا جو گھر کے ایک کونے میں کھیل رہی تھیں اور وہ ہار اُن کے گلے میں پہنا دیا[2]۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کے بعد ہجرت کے گیارہویں سال حضرت اُمَامَہ رضی اللہ عنہا جوان ہو چکی تھیں اُن کے والد حضرت اَبُو اَلعَاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ بن عَوّام کو وصیت کی تھی کہ ان کی شادی کسی مناسب جگہ کر دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ بن عَوّام کے مشورے سے سَیِّدَۃُ النِّسَاء حضرت فَاطِمَہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت اُمَامَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، یہہ نکاح حضرت زُبَیر رضی اللہ عنہ بن عَوّام نے پڑھایا[3]۔

فضائل حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ پاک نے فرمایا کہ زَیْنَب رضی اللہ عنہا میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی[4]۔

---

[1] صحیح بخاری [2] زرقانی جلد ثالث بروایت مسند ابن حنبل۔
[3] اسد الغابہ جلد ۵ و زرقانی جلد ثالث صفحہ (۱۹۷) [4] زرقانی جلد ثالث صفحہ ۱۹۶ و سیر الصحابیات صفحہ ۱

آپ کا نام رُقیّہؓ، آپ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہؓ ہے، آپ اللہ کے رسول اُس کے مقبول، دو عالم کے سردار، ہمارے سرکار صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی ہیں۔

پیدائش حضرت رُقیّہؓ آنحضرت صلعم کے نبی ہونے سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں، اُس وقت ہمارے رسولؐ پاک کی عمر شریف تینتیس (۳۳) سال کی تھی۔

نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے آپ کی صاحبزادی حضرت رُقیّہؓ کی شادی اَبُولَہب کے بیٹے عُتبہ سے ہوئی تھی، اور حضرت اُمّ کُلثومؓ جو آپ کی چھوٹی بہن ہیں، اَبُولَہب کے دوسرے بیٹے عُتیبہ سے بیاہی گئی تھیں،

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب خدا کے رسول ہوئے اور آپ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا تو اُس وقت جن لوگوں نے آپ سے دشمنی کی اُن میں اَبُوْلَہَبْ بھی تھا، قرآن پاک میں اس کے متعلق سورہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ (اُتری) جس میں اس کی اور اُس کی بیوی کی دشمنیوں کا جواب اللہ پاک نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے دیا ہے، اور اس کو، اس کی بیوی کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے کی خبر دی ہے جب یہ سورۃ اُتری، تو اَبُوْلَہَبْ اور اس کی بیوی کو بہت غصہ آیا اور اَبُوْلَہَبْ نے اپنے بیٹوں عُتْبَہ اور عُتَیْبَہ سے کہا اگر تم محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دوگے تو میرا تمھارے ساتھ کھانا، پینا، اُٹھنا، بیٹھنا حرام ہے، اُس کے بیٹوں نے اُس کے کہنے کے مطابق کیا اور طلاق دیدی، اُس وقت تک حضرت رُقَیَّہؓ کا نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی۔[1]

حضرت عثمانؓ کا اسلام و شادی

حضرت عثمانؓ کی عمر چونتیس سال کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خدا کے رسول ہوئے حضرت عثمانؓ ابتدا ہی سے بہت نیک، ایمان دار، سچے اور صاف دل انسان تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ ان سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے، حضرت عُثمانؓ کا

---

[1] زرقانی جلد ثالث و طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۴

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بہت میل ملاپ تھا اُن ہی کی تبلیغ اور اس کے اثر سے حضرت عثمان رضؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ خود سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لے آئے اور حضرت عثمان سے کہا، عثمان! خدا کی جنّت قبول کرو میں تمہاری طرف اور تمام دنیا کی طرف خدا کا رسولؐ بنا کر بھیجا گیا ہوں، یہہ سنتے ہی حضرت عثمان رضؓ اللہ اور اللہ کے رسول پر سچے دل سے ایمان لے آئے[1]۔

مسلمان ہونے کے کچھ دن بعد حضرت عثمان رضؓ کو یہہ عزت بھی حاصل ہوئی کہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت رُقَیّہ رضؓ کی شادی اُن سے کر دی[2]، یہہ شادی مکّے میں ہوئی۔

ہجرت

اسلام کے شروع زمانے میں مکّے میں کافر مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتے تھے جب حضرت عُثمان رضؓ نے اسلام قبول کیا تو دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح یہہ بھی کافروں کے ہاتھ سے خوب خوب ستائے گئے۔ ایک دفعہ

---

[1] اصابہ جلد ۸ [2] طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۲

ان کے چچا نے خود اُن کو رسی سے باندھ کر مارا جب ظلم وستم سہنے کی طاقت نہ رہی تو حضرت عثمانؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اپنی بیوی حضرت رُقیّہؓ کو ساتھ لے کر دین وایمان کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کر کے حبش کے مُلک چلے گئے۔[1]

یہہ پہلا قافلہ تھا جو ایمان واسلام کی خاطر اپنے وطن سے پردیس گیا تاکہ وہاں رہ کر آزادی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام لے اور اُن کے حکموں کی پیروی کر سکے۔

حضرت عثمانؓ کے ہجرت کرنے کے بعد کچھ دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی اور حضرت رُقیّہؓ کی خیریت نہ معلوم ہو سکی، جس کی وجہ سے آپ مُتفکّر تھے۔

ایک دن ایک عورت نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ اس نے سیدنا حضرت عثمانؓ اور حضرت رُقیّہؓ کو دیکھا ہے اور وہ دونوں خیریت سے ہیں اس قدر حال معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا میری امت میں عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنے گھر والوں کو لے کر ہجرت کی۔[2]

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ثالث صفحہ (۳۸) [2] اصابہ جلد ۸ تذکرہ حضرت رُقیّہؓ

میاں بیوی کا آپس میں برتاؤ حضرت رُقیہؓ اور سیدنا حضرت عُثمانؓ کا برتاؤ آپس میں بہت اچھا تھا اور دونوں میں بہت محبت تھی، اُن کے میل ملاپ کے متعلق عرب میں ایک مثل مشہور تھی، جس کا مطلب یہہ ہے کہ حضرت رُقیہؓ اور حضرت عُثمانؓ سے بہتر میاں، بیوی کسی انسان نے نہیں دیکھے[1]۔

وفات ہجرت کے دوسرے سال مدینے منورہ میں حضرت رُقیہؓ کے چیچک نکلی، یہی زمانہ بدر کی لڑائی کا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر جانے کی تیاریاں کر رہے تھے، رسولِ پاک نے حضرت عُثمانؓ کو حکم دیا کہ وہ لڑائی میں نہ جائیں اور مدینے میں رہ کر حضرت رُقیہؓ کی خدمت کریں، جس کے بدلے میں اُن کو لڑائی میں شریک ہونے کا ثواب اور مالِ غنیمت کا حصہ دونوں ملیں گے، یہہ حکم دے کر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کی طرف تشریف لے گئے، اور حضرت عُثمانؓ، حضرت رُقیہؓ کی خدمت کے لئے مدینے منورہ میں رہ گئے ابھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بدر کی لڑائی میں تھے کہ حضرت رُقیہؓ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

---

[1] زرقانی جلد ۳ صفحہ (۱۹۸)

اُس وقت حضرت رُقَیَّہؓ کی عمر اکیس[1] سال کی تھی حضرت رُقَیَّہؓ کی تجہیز و تکفین کے وقت حضرت زَیدؓ بن حَارِثہؓ مدینے میں آئے اور بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے فتح کی خبر سنائی[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک مدینے واپس تشریف نہیں لائے تھے، اس لئے اُن کے جنازے میں شریک نہ ہوسکے، جب آپ بدر سے واپس تشریف لائے اور آپ نے حضرت رُقَیَّہؓ کی وفات کی خبر سُنی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، قبر پر تشریف لائے اور فرمایا عُثمانؓ بن مَظعُونؓ جاچکے اب تم بھی اُن سے جا ملو[2]، (حضرت عثمان بن مَظعُونؓ بہت بڑے صحابی تھے ہجرت کرنے والوں میں مدینہ آکر سب سے پہلے انھیں نے وفات پائی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر تمام عورتیں رُونے لگیں، حضرت عُمرؓ نے عورتوں کو ڈانٹا[3] آپ نے حضرت عمرؓ کو روکا اور فرمایا رُونے دو، جب رُونے کا تعلق آنکھ اور دل سے ہو تو وہ رحمت ہے اور اس میں کوئی ہرج نہیں لیکن اگر ہاتھ اور زبان تک نوبت آئے اور نَوحہ و بَین کی صورت ہو تو یہہ شیطانی کام ہے اُس سے بچنا چاہئے۔

---

[1] زرقانی جلد ۳ صفحہ (۱۹۹)، [2] زرقانی جلد ثالث بحوالہ ابن سعد صفحہ (۱۹۹) [3] زرقانی جلد ثالث میں بجائے حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کا نام مذکور ہے، سیر الصحابیات صفحہ ۹۱

اُس وقت سیدہ حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہرا رضؓ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت رُقَیَّہؓ کے قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے کپڑے سے اُن کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔[1]

اولاد حضرت رُقَیَّہؓ جب حبش میں تھیں تو آپ کے ایک صاحبزادے عَبْدُاللہ پیدا ہوئے انھیں صاحبزادے کے نام پر سیدنا حضرت عُثْمَانؓ اَبُوعَبْدُاللہ کے نام سے بھی مشہور تھے حضرت عَبْدُاللہؓ کی عمر ابھی چھ سال کی تھی کہ ایک مُرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری جس سے تمام مُنہ ورم کر آیا، آخر اسی تکلیف سے ہجرت کے چوتھے سال جمادی الاول کے مہینے میں اُنھوں نے وفات پائی، اِن کے بعد حضرت رُقَیَّہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔[2]

---

[1] یہ تمام تفصیل زرقانی جلد ثالث صفحہ (۱۹۳) پر بحوالہ ابن سعد منقول ہے۔
[2] زرقانی جلد ثالث صفحہ (۱۹۸)
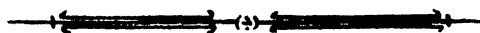
آپ کا نام حضرت اُمِّ کُلثُومؓ آپ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہؓ ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں جو حضرت رُقیّہؓ سے چھوٹی ہیں۔

پیدائش حضرت اُمِّ کُلثُومؓ نبوت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اسلامی تاریخوں میں اُن کی پیدائش کے سال کے متعلق یہ ملتا ہے کہ حضرت اُمِّ کُلثُومؓ حضرت رُقیّہؓ سے ایکسال چھوٹی اور حضرت فاطمہؓ سے ایک سال بڑی تھیں۔

نکاح حضرت اُمِّ کُلثُومؓ کا نکاح بھی رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نبوت ملنے سے پہلے اَبُو لَہَب کے دوسرے بیٹے عُتَیبَہ سے ہوا تھا مگر جب آنحضرت صلعم خدا کے رسول ہوئے اور سورۂ "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ" اُتری، تو اَبُو لَہَب نے

اپنے دونوں بیٹوں سے کہا اگر تم محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو میرا تمھارے ساتھ کھانا، پینا، اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ عُتَیْبَہ نے بھی اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت اُمِّ کُلثُومؓ کو طلاق دے دی اُس وقت تک حضرت اُمِّ کُلثُومؓ کا صرف نکاح ہی ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی۔[1]

حضرت عثمانؓ سے نکاح

حضرت رُقَیَّہؓ کی وفات ہی کے زمانے میں، حضرت عُمرؓ کی صاجزادی حضرت حَفصَہؓ بھی بیوہ ہوگئی تھیں، حضرت عُمرؓ کو اُن کے نکاح کی فکر ہوئی چنانچہ حضرت عُمرؓ سب سے پہلے حضرت عُثمانؓ سے ملے اور اُن سے کہا کہ وہ حضرت حَفصَہؓ سے نکاح کرلیں، حضرت عُثمانؓ نے تامل کیا، اِس کی خبر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہوئی تو آپ نے حضرت عُمرؓ سے فرمایا کہ میں تم کو عُثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عُثمانؓ کے لئے تم سے بہتر رشتہ بتاتا ہوں، حضرت عُمرؓ نے عرض کیا کہ حضور اِس سے بہتر کون سی بات ہوسکتی ہے، آپ نے فرمایا تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کردو

---

[1] زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۸ وطبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۵

اور میں اپنی لڑکی کی شادی عُثمان رضؓ سے کئے دیتا ہوں، پھر آپ نے حضرت حَفْصَہ رضؓ سے خود نکاح کر لیا اور حضرت عُثمان رضؓ کا نکاح حضرت اُمِّ کُلثُوم رضؓ سے کر دیا[1] یہہ شادی ہجرت کے تیسرے سال ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی[2]، اور نکاح کے بعد حضرت اُمِّ کُلثُوم چھ برس تک حضرت عُثمان رضؓ کے نکاح میں رہیں۔

نکاح کے وقت رسولِ پاک نے حضرت عُثمان رضؓ سے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھ سے کہا کہ خدا کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی کا نکاح تم سے کروں[3]۔

حضرت عُثمان رضؓ کو حضرت رُقَیَّہ رضؓ کی وفات کا بہت صدمہ تھا خاص کر اس بات کا آپ کو بڑا غم تھا کہ حضرت رُقَیَّہ رضؓ کی وفات سے اُن کا قرابت کا رشتہ سردارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک خاندان سے ٹوٹ گیا، حضرت اُمِّ کُلثُوم رضؓ کے نکاح سے خدا نے پھر اس کمی کو پورا کر دیا اسی وجہ سے حضرت عُثمان رضؓ کو "ذُو النُّورَیْن" (دو نور والا) کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دو صاحبزادیاں ایک کی وفات کے بعد دوسری آپ کے نکاح میں آئیں! اور یہہ بہت بڑی فضیلت ہے جو حضرت عثمان رضؓ کو حاصل ہوئی۔

---

[1] یہہ تمام تفصیل زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۰) پر مذکور ہے۔ [2] زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۰)
[3] رحمت للعالمین جلد دوم بحوالۂ ازالۃ الخفا صفحہ (۳۲۳) و زرقانی جلد ۳

وفات حضرت اُمِ کلثومؓ ہجرت کے نویں سال شعبان کے مہینے میں دنیا سے سدھاریں[۱] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

حضرت اَسماء بنتِ عُمَیْس، حضرت اُمِ عَطِیَّہ اور حضرت صَفِیَّہ بنت عَبْدُ الْمُطَّلِبْ نے مَیّت کو غسل دیا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ان کو وِتر (یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ) پانی میں بیری کے پتے پکا کر غسل دو اور آخر میں کافور لگاؤ، اور جب غسل دے چکو تو مجھے خبر دینا، چنانچہ ان کو غسل دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر دی گئی، آپ نے اُن کے کفن کے لئے اپنی چادر دی اور فرمایا اسی کی کفنی بنانا[۲]۔

نمازِ جنازہ حضرت اُمِ کلثومؓ کے جنازے کی نماز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پڑھائی، حضرت اَبُو طَلْحَہؓ حضرت علیؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ نے قبر میں اُتارا[۳]

حضرت اَنسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت اُمِ کلثومؓ کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا آپ اُن کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے[۴]۔

اولاد حضرت اُمِ کلثومؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۱؎ زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۰) ۲؎ زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۲) ۳؎ زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۰) وطبقات جلد ۸ ۴؎ زرقانی جلد ۳ صفحہ (۲۰۰)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا مشہور نام فاطمہؓ آپ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہؓ ہے، اور آپ ہمارے مولیٰ، ہمارے آقا، خدا کے آخری نبی، حضرت محمد مصطفےٰ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی چوتھی صاحبزادی ہیں، یہ عمر میں اپنی سب بہنوں سے چھوٹی اور رسولؐ پاک کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہیں۔

آپ بتُول کے نام سے بھی مشہور ہیں، بتُول آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا اور دنیا کی ناپائے دار چیزوں سے کبھی آپ نے کوئی تعلق نہیں رکھا، بچپن ہی سے آپ کو خدا کی عبادت کا شوق اور دنیا سے نفرت تھی، اس لئے آپ بتُول (دنیا کے چھوڑ دینے والی) کے نام سے یاد فرمائی جاتی تھیں۔[1]

---

[1] زرقانی جلد ثالث صفحہ (۲۰۳)

حضرت فَاطِمَہؓ چونکہ بہت خوب صورت تھیں اس لئے آپ کا لقب زَہرَاءؓ پڑ گیا۔

پیدائش

حضرت فَاطِمَہؓ رسولِ پاکؐ کے اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں، یہ وہ مبارک زمانہ تھا جب قریش خانۂ کعبہ (خدا کے گھر) کو نئے سرے سے بنا رہے تھے[1]۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینتیس سال کی تھی[2]۔

ہجرت اور نکاح

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب ہجرت کر کے مکّے سے مدینۂ منورہ تشریف لے گئے تو مدینے پہنچ کر کچھ دن کے بعد آپ نے اپنے گھر والوں کو بھی مدینۂ منورہ بلا لیا تھا، اُن میں حضرت فَاطِمَہؓ بھی تھیں، سب سے پہلے حضرت اَبُوبَکرؓ صدیقؓ نے رسولِ پاکؐ کو حضرت فَاطِمَہؓ سے نکاح کا پیغام دیا لیکن رسولِ پاکؐ نے کچھ جواب نہیں دیا پھر حضرت عُمَرؓ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ سے عقد کی استدعا کی مگر آپ خاموش رہے، پھر حضرت عَلیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ کے پاس حاضر ہوئے

---

[1] حضرت فاطمہؓ کی پیدائش کے سال میں اختلاف ہے بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نبوت کے پہلے سال پیدا ہوئیں ایک روایت میں ہے کہ نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئیں ایک روایت میں ہے کہ نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ یہ تمام روایتیں زرقانی جلد ۲ صفحہ (۲۰۲) پر مذکور ہیں۔

[2] طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ (۱۷) عن ابی جعفر

اور نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ
مہر ادا کرنے کے لئے بھی ہے؟

حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ایک گھوڑے اور ایک زرہ
کے سوا کچھ نہیں، رسولِ پاک نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ہے
مگر زرہ کو بیچ ڈالو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد
کے مطابق حضرت علیؓ نے اُس زرہ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ
چار سو اسی درہم میں بیچا اور اُس کی قیمت لاکر رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کی، آپ نے حضرت بلالؓ
کو حکم دیا کہ بازار سے عطر، اور خوش بو خرید لائیں اور حضرت انسؓ
کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ انصارؓ اور
مہاجرینؓ کو بلا لاؤ، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ گھر میں
تشریف لے گئے اور نکاح کے متعلق حضرت فاطمہؓ کی مرضی
دریافت کی۔ حضرت فاطمہؓ یہ سُن کر شرم کی وجہ سے چپ ہو گئیں،
جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی مرضی کو پالیا
اور خدا کے حکم سے حضرت علیؓ کا نکاح حضرت فاطمہؓ سے
پڑھایا [1] اور چار سو مثقال [2] چاندی (جو ایک سو پچاس [3] تولے کی برابر

---

[1] معجم طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا نکاح علیؓ سے کروں۔ زرقانی جلد ۳ بحوالہ معجم طبرانی۔ [2] اکثر علماء نے یہی لکھا ہے کہ ایک مثقال ساڑھے چار ماشے [3] ...

ہوتی ہے) مہر مقرر فرمایا[1]، پھر آپ نے ایک طبق کھجوروں کا منگایا اور اس کو لوگوں کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ کھجوریں لوٹ لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا[2]۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہجرت کے دوسرے سال حضرت عائشہؓ کی رخصتی کے تقریباً ساڑھے چار مہینے بعد ہوا اُس وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر ساڑھے پندرہ سال اور سیدنا حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال تھی[3]۔

رخصتی نکاح ہونے کے تقریباً دس گیارہ مہینے کے بعد حضرت فاطمہؓ کی رخصتی ہوئی حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مکان سے کچھ دور ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لے لیا تھا وہ اُس میں رہتے تھے سیدنا حضرت علیؓ سیدہ حضرت فاطمہؓ کو اُسی گھر میں لے کر آئے، رسولِ پاک نے حضرت فاطمہؓ کو رخصت کرتے وقت حضرت اُمِّ اَیمنؓ کو اُن کے ساتھ کر دیا تھا، حضرت فاطمہؓ جب اپنے نئے گھر میں جا چکیں تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن کے گھر تشریف لے گئے، دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت چاہی پھر اندر تشریف لے گئے اور ایک برتن میں پانی منگوایا دونوں ہاتھ

(بقیہ صفحہ (۳۶) کے مساوی ہوتا ہے منقول از رسالہ اوزان شرعیہ صفحہ (۴ تا ۸) مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب و جامع المہام صفحہ ۱۲۲ مہر ادا کرتے وقت خواہ ڈیڑھ سو تولہ چاندی یا اتنی چاندی کی قیمت جو اوس وقت بازار کے نرخ سے قرار پائے ادا کی جائے۔

[1] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳ [2] زرقانی جلد دوم صفحہ (۶) [3] یہ تمام تفصیل زرقانی جلد ۲ صفحہ (۲) سے ماخوذ ہے۔

اُس میں ڈالے حضرت علیؓ کو بلایا اور وہ پانی ان کے سینے اور بازوؤں پر چھڑکا، پھر حضرت فاطمہؓ کو بلایا وہ حاضر ہوئیں تو وہی پانی اُن پر بھی چھڑکا اور فرمایا فاطمہؓ! میں نے تمھاری شادی اپنے خاندان کے بہترین انسان سے کی ہے اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔[لہ]

جہیز رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو جہیز میں ایک پلنگ، ایک چادر، ایک چمڑے کا گدہ جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹی کے گھڑے دیئے۔[ٹہ]

عجیب بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے سامان میں ساری عمر اس سے زیادہ اور کوئی چیز نہ بڑھ سکی۔

دعوتِ ولیمہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ولیمے کی دعوت بھی کی جائے۔ حضرت علیؓ نے اسی رقم سے جو مہر کے ادا کرنے کے بعد بچ رہی تھی ولیمے کی دعوت کی۔ دسترخوان پر جَو کی روٹی، کھجور، پنیر اور ایک خاص قسم کا شوربہ تھا۔

لہ طبقات ابن سعد جلد ۸ زرقانی جلد ۲، اصابہ جلد ۸
ٹہ خلفاء راشدین صفحہ (۲۲۶) وسیرۃ النبی جلد دوم صفحہ (۴۲۶)

حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں اس سے بہتر ولیمہ نہیں ہوا[1]۔

حضرت فاطمہؓ کا گھر

حضرت فاطمہؓ کے گھر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب میری شادی حضرت فاطمہؓ سے ہوئی تو میرے گھر میں کوئی بچھونا نہ تھا۔ میرے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال تھی رات کو میں اسی کھال پر لیٹ رہتا۔ میرے گھر میں گھر کا کام کاج کرنے کے لئے کوئی نوکر نہ تھا[2]۔

حضرت فاطمہؓ کا گھر دور ہونیکی وجہ سے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ کو وہاں آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی ایک دن رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا بیٹی! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے گھر کے پاس رہو' حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا ابّا جان حارثہؓ بن نعمانؓ کے کئی گھر آپ کے مکان کے قریب ہیں اگر آپ حارثہؓ بن نعمانؓ سے فرما دیں تو وہ اپنا کوئی ایک گھر میرے لئے خالی کر دیں گے' رسولِ پاکؐ نے فرمایا مجھے اُن سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے' جب اس کی خبر حارثہؓ بن نعمانؓ

---

[1] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۷، [2] طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ (۱۳) عن عامر

کو ہوئی تو وہ دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میرے تمام گھر آپ کے لئے ہیں، خدا کی قسم میرا وہ مال جو آپ کے کام آئے مجھے زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے، رسولِ پاک نے فرمایا تم نے سچ کہا اور اُن کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر حضرت فَاطِمَہؓ کو حضرت حَارِثہؓ بن نُعمانؓ کے مکان میں بلا لیا جو آپ کے مکان سے قریب تھا۔[1]

ضَمرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے کام کاج اپنی صاحبزادی حضرت فَاطِمَہؓ کے ذمہ کئے اور باہر کے انتظامات حضرت علیؓ کے سپرد فرمائے۔[2]

میاں بیوی کا آپس میں برتاؤ

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کا برتاؤ آپس میں بہت اچھا تھا، دونوں کبھی کوئی ایسی بات نہ ہونے دیتے جس سے ایک کی طرف سے دوسرے کو رنج پہنچے، اس پر بھی اگر بھولے سے کوئی ایسی بات ہو جاتی جو آپس میں شکر رنجی کا سبب ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو بلا کر سمجھا دیتے اور وہ بات وہیں

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ (۱۱۹) و اسد الغابہ [2] خلفاء راشدین صفحہ (۲۲۳) بحوالہ ازالۃ الخفا

ختم ہو جاتی۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں اختلافِ رائے ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ اُداس ہو گئے اور حضرت علیؓ کے گھر تشریف لائے اور دونوں میاں بیوی کو سمجھا کر صلح وصفائی کرا دی' آپ جب وہاں سے واپس ہوئے تو بہت خوش تھے' صحابہؓ نے پوچھا یا رسولُ اللہ کیا بات ہے کہ آپ گھر میں تشریف لے جاتے وقت اُداس تھے اور اب گھر سے باہر تشریف لانے پر آپ بہت خوش ہیں؟

آپ نے فرمایا (میں اس وجہ سے خوش ہوں) کہ میں نے اس وقت ایسے دو آدمیوں میں صلح کرا دی ہے جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں[1]۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کسی بات پر شکر رنجی ہو گئی حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رنجیدہ ہو کر چلیں' حضرت علیؓ بھی پیچھے پیچھے آئے حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی جب وہ ساری بات کہہ چکیں تو

---

[1] سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ و طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ (۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی! جو کچھ میں کہوں اُسے غور سے سُنو، اور میری نصیحت پر عمل کرو میں تم سے کہتا ہوں کہ کون شوہر اپنی بی بی کے پاس خاموش چلا آتا ہے (یعنی کون سے میاں، بیوی ایسے ہیں جن میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا اور یہہ کون سی ضروری بات ہے کہ مرد تمام کام عورت کی مرضی کے موافق کرے) رسولِ پاک کا یہہ جواب سُن کر حضرت علیؓ پر اتنا اثر ہوا کہ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ اب میں تمھارے مزاج کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کروں گا۔[۱]

گھر کے کام کاج

ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اپنے گھر کا سارا انتظام اور دیکھ بھال خود کرتی تھیں، چونکہ آپ کے پاس کوئی خادمہ نہ تھی اس لئے چکی پیسنا، پانی بھرنا، جھاڑو دینا، برتن دھونا، کھانا پکانا یہہ سارے کام آپ خود ہی کرتی تھیں، جس سے آپ کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے، کپڑے بھی جلد میلے ہو جاتے تھے اس کے باوجود آپ ساری ساری رات عبادت میں گزارتی تھیں۔

ایک دن حضرت علیؓ نے اپنے ایک دوست ابنِ اَعْبُد سے فرمایا میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی

۱؎ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۶ سیرۃ النبی جلد دوم صفحہ (۲۴۶)

حضرت فاطمہؓ کے متعلق جو رسولِ پاکؐ کو سارے خاندان میں سب سے زیادہ پیاری تھیں، ایک بات سُناتا ہوں، فاطمہؓ نے اتنی چکّی پیسی کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے پانی کی مشک اُٹھاتے اُٹھاتے گردن پر نشان پڑ گئے گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو گئے، اُنھیں دِنوں میں رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے، میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ آج سب کو غلام و لونڈیاں تقسیم فرما رہے ہیں، تم بھی جاؤ اور رسولِ پاکؐ سے اپنا حال کہو، ممکن ہے تمھیں بھی کوئی خادمہ مل جائے، فاطمہؓ گئیں وہاں لوگوں کا ہجوم تھا نہ مل سکیں دوسرے روز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّمؐ خود تشریف لائے اور پوچھا کیا ضرورت تھی؟

فاطمہؓ خاموش ہو گئیں، میں نے کہا یا رسولؐ اللہ!

میں بتاتا ہوں چکّی پیستے پیستے اِن کے ہاتھوں پر اور مشک اُٹھاتے اُٹھاتے اِن کی گردن پر نشان پڑ گئے ہیں، میں نے دیکھا تھا کہ آپ کے پاس کچھ غلام لونڈیاں آئی ہیں، میں نے ہی اِن سے کہا تھا کہ حضور کے پاس جائیں اور ایک خادمہ مانگیں تاکہ اِس تکلیف سے چھٹکارا ہو، رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا اے فاطمہؓ! پرہیزگاری اختیار کرو، فرائض آلٰہی ادا کرو، اپنے خاندان کے طریقے پر چلو، جب تم بستر پر سونے کے لئے لیٹو تو تینتیس[۳۳] مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ تینتیس[۳۳] مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس[۳۴] مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھ لیا کرو، یہہ عمل تمھارے لئے غلام و لونڈی سے بہت اچھا ہے۔

حضرت فَاطِمَہؓ نے کہا کہ میں خدا اور خدا کے رسولؐ سے اِسی حال پر خوش ہوں پھر سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت فَاطِمَہؓ کو خادمہ نہیں دی گئی[۱]۔

مذہبی زندگی انسان ہونے کی حیثیت سے انسان کا سب سے بڑا فرض خدا کو ماننا اور اس کی عبادت کرنا ہے،۔

سیدہ حضرت فَاطِمَہؓ خدا کی بہت عبادت کرنے والی اور خدا سے بہت ڈرنے والی بی بی تھیں خدا کے اس فرض کو بھی اُنھوں نے پوری طرح ادا کیا۔

حضرت حَسَنْ بصری بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ

---

[۱] ابو داؤد، یہہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ صحاح کی جملہ کتابوں میں موجود ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہؓ بہت زیادہ اللہ کی عبادت کرتی تھیں مگر اس پر بھی گھر کے کام دہندوں میں کسی قسم کا فرق نہ آتا تھا۔

ایک اور جگہ حضرت حسنؒ بصری بیان کرتے ہیں کہ خدا کی عبادت میں حضرت فاطمہؓ کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات نماز میں کھڑی رہتی تھیں۔

حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج کرتے ہوئے اور خصوصاً چکی پیستے ہوئے بھی قرآن شریف پڑھا کرتی تھیں۔

اخلاق

خدا کا خوف

اخلاق، عمدہ خصلتوں اور اچھی عادتوں کا نام ہے، اچھی عادتوں اور عمدہ خصلتوں میں سب سے اچھی عادت اور عمدہ خصلت یہہ ہے کہ انسان کے دل میں خدا کا خوف اور اُس کا ڈر ہو۔

حضرت فاطمہؓ خدا سے بہت ڈرتی تھیں، خدا کے خوف سے آپ کا یہہ حال تھا کہ آپ اکثر ساری ساری رات نماز میں کھڑی رہتیں، آپ کی تمام زندگی، پرہیزگاری، دینداری صبر و شکر میں گزری اور ساری دنیا کی عورتوں کے لئے آپ کی مبارک زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔

حضرت فاطمہؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو صبح سے

شام تک خدا کے خوف سے گریۂ وزاری کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہؓ کو دیکھا کہ وہ کھانا پکاتی جاتی ہیں اور اُن کی زبان پر خدا کا ذکر جاری ہے۔

صبر و شکر

حضرت فاطمہؓ کی ساری زندگی اگرچہ فقر و فاقہ میں گزری مگر کبھی آپ کی زبان پر کسی تکلیف کی شکایت نہیں آئی، آپ دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتی تھیں، بلکہ ہر مصیبت اور تکلیف پر صبر کرتیں اور خدا کا شکر کرتی تھیں،

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ کچھ بیمار ہوگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو پوچھنے کے لئے تشریف لائے، رسولِ پاکؐ نے فرمایا بیٹی! تم کیسی ہو؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ ایک تو میں بیمار ہوں اُس پر یہ کہ میرے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں، رسولِ پاکؐ نے فرمایا بیٹی! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تم سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو، حضرت فاطمہؓ نے کہا ابّا جان! حضرت مریمؑ بھی تو عورتوں کی سردار ہیں، رسولِ پاکؐ نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں[۱]۔

---

[۱] زرقانی جلد ثالث صفحہ (۲۰۵)، عن ابن عبدالبر۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمؐ نے حضرت فَاطمۃؓ سے ارشاد فرمایا کہ (بیٹی) میں نے تمھاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا اور آخرت میں سردار ہے۔[1]

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمؐ ایک دفعہ حضرت فَاطمۃؓ کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ اُنھوں نے ناداری کی وجہ سے اِس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پانوں کُھل جاتے ہیں اور پانوں چھپاتی ہیں تو سر کُھل جاتا ہے۔[2]

ایک دفعہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمؐ دوپہر میں بھوکے گھر سے نکلے، راستے میں حضرت اَبُوبکرؓ اور حضرت عُمرؓ ملے یہ دونوں بھی بھوک سے بےچین تھے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمؐ ان دونوں کو لے کر حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصَارِیؓ کے گھر تشریف لائے، حضرت اَبُو اَیُّوب اَنصَارِیؓ کی عادت تھی کہ وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمؐ کے لئے کچھ دودھ گھر میں رکھا کرتے تھے، اتفاق سے اُس دن رسولِ پاکؐ کے تشریف لانے میں دیر ہوئی

---

[1] استیعاب [2] ابوداؤد

تو انھوں نے یہہ خیال کر کے کہ شاید آج آپ تشریف نہیں
لائیں گے وہ دودھ بچوں کو پلا دیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم جب اُن کے گھر پہنچے تو وہ اپنے کھجوروں کے باغ میں چلے
گئے تھے' رسولِ پاک کے تشریف لانے کی خبر جب اُن کی بیوی
کو ہوئی تو وہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور کا آنا مبارک ہو
آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے پوچھا اَبُوْ اَیُّوبْ کہاں ہیں؟
کھجوروں کا باغ قریب ہی تھا حضرت اَبُوْ اَیُّوبْ اَنْصَارِیْ رض
نے آپ کی آواز سُنی تو دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے' آپ نے
اُن سے سارا حال بیان کیا وہ فوراً ہی اپنے کھجوروں کے
باغ میں گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور عرض کیا کہ
میں ابھی گوشت تیار کراتا ہوں اُنھوں نے فوراً ہی ایک بکری
ذبح کی اس میں سے آدھے کا سالن اور آدھے کے کباب تیار
کرائے جب رسولِ پاک کے سامنے کھانا لا کر رکھا گیا تو آپ
نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ یہہ فَاطِمَہ رض
کو بھجوا دو کہ انھوں نے بھی کئی دن سے کچھ نہیں کھایا' پھر صحابہ رض
کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا دستر خوان پر کئی قسم کے کھانے تھے'
اِن کھانوں کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور

روتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت کے دن نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا (یعنی اللہ اپنے بندوں سے پوچھے گا کہ ہم نے تمھیں دنیا میں کیسی اچھی اچھی نعمتیں دیں اور تم نے اُن کا کیا شکریہ ادا کیا) وہ یہہ ہی چیزیں ہیں[1]۔

حیا

شرم و حیا انسان کی اچھی عادتوں میں سے ایک بہت اچھی عادت ہے، اس کے متعلق رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا، شرم ایمان کا ایک جزء ہے[2] (یعنی جب تک حیا نہ ہو ایمان میں کمی رہتی ہے)

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی صاحبزادی حضرت فَاطِمَہ رض کے مزاج میں اس قدر شرم و حیا تھی کہ اپنی وفات سے کچھ دن پہلے بی بی اَسْمَاء رض سے فرمایا مجھے یہہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ مَردوں کی طرح عورتوں کا جنازہ کھلا ہوا قبرستان تک جائے، اس میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جو مجھے کسی طرح پسند نہیں بی بی اَسْمَاء رض بولیں کہ میں نے حبش کے ملک میں ایک اچھا دستور دیکھا ہے، یہہ کہہ کر بی بی اَسْمَاء رض نے کھجور کی ہری شاخیں منگائیں اور اُن کو موڑ کر اُن پر کپڑا تانا جس سے پردے

---

[1] ترغیب و ترہیب جلد ۲ صفحہ (۷۵) [2] صحاح ستہ

کی شکل پیدا ہوگئی، حضرت فَاطِمَہ رض نے اِس طریقے کو پسند فرمایا۔
حضرت فَاطِمَہ رض کی وفات کے بعد آپ کا جنازہ بی بی اَسماءؓ
کے بتائے ہوئے طریقے پر اٹھایا گیا، ورنہ اِس سے پہلے مَردوں
اور عورتوں کا جنازہ ایک ہی طرح کُھلا ہوا قبرستان تک
جاتا تھا۔[۱]

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے حضرت فَاطِمَہ رض سے پوچھا کہ
عورت کی سب سے بہتر صفت کون سی ہے؟
حضرت فَاطِمَہ رض نے جواب دیا کہ عورت کی بہترین صفت
یہہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ اُس کو کوئی غیر مرد
دیکھے۔[۲]

بہادری

بہادری اور دلیری انسان کا بڑا جوہر ہے، جو
انسان دلیر اور بہادر ہوتے ہیں اِس کا اثر
اُن کی اولاد میں بھی آتا ہے، نبیِ کریم صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسَلَّمؐ
نے اُن کھیلوں کی جن کا تعلق بہادری سے ہے بڑی فضیلتیں
بیان کی ہیں۔
حضرت فَاطِمَہ رض بچپن ہی سے بہت دلیر اور بہادر تھیں۔

---

[۱] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ (۵۲۴) [۲] احیاء العلوم

حضرت فَاطِمَہ رضہ کی عمر ابھی پانچ چھ ہی سال کی تھی کہ ایک دفعہ عُقبَہ بن مُعیط نے جو ایک کافر تھا، رسولِ پاک کی گردن پر خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے جب کہ آپ سجدے میں تھے اونٹ کی اوجھ لاکر رکھ دی، حضرت فَاطِمَہ رضہ کو خبر ہوئی تو دوڑتی ہوئی تشریف لائیں اور اس اوجھ کو گردن سے نکالا اور عُقبَہ کے لیے بددعا فرمائی۔[1]

سخاوت اپنے رشتے داروں، غریبوں، مسکینوں، محتاجوں کا اپنے مال و دولت سے مدد کرنے، اور اُن کو کھلانے پلانے، اور دینے دلانے کا نام سخاوت ہے۔

رَسولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسَلَّمْ نے سخاوت کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسَلَّمْ نے فرمایا کہ صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو، اس لئے کہ صدقہ دینے سے بلائیں بڑھنے نہیں پاتیں۔[2]

ایک اور جگہ رَسُولُ اللہ صَلَّی عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالےٰ کے قریب ہے، جنّت کے قریب ہے، آدمیوں کے قریب ہے،

---

[1] صحیح بخاری باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ من المشرکین [2] مشکوٰۃ المصابیح

دوزخ سے دور ہے، بخیل خدائے تعالےٰ سے دور، جنّت سے دور، دوزخ کے قریب ہے۔[1]

رُسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت فَاطِمَہ رض کا سخاوت میں یہہ حال تھا کہ جب بھی آپ کے پاس کچھ ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں آپ خیر و خیرات کرنے میں کبھی اِس بات کا خیال نہ کرتیں کہ آپ کے پاس کچھ بچے گا یا نہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے وہ اپنی تکلیف کی بالکل پروانہ کرتیں، وہ اپنے آپ فاقہ کرتیں اور دوسروں کو کھلاتی تھیں۔

حضرت اِبنِ عَبَّاسْ رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عَلِی رض نے ساری رات ایک باغ کو سینچ کر تھوڑے سے "جو" مزدوری میں حاصل کئے حضرت فَاطِمَہ رض نے اس میں سے ایک حصّے کا آٹا پیس کر کھانا پکایا، عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازے پر آکر کہا کہ میں بھوکا ہوں، وہ سب کھانا اس کو دے دیا گیا، پھر دوسرا حصہ پیسا گیا اور کھانا پکایا گیا۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب الانفاق وکراہیۃ الامساک بحوالۂ ترمذی۔

ابھی کھانا پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ اتنے میں ایک یتیم نے اللہ کی راہ میں کچھ مانگا' وہ سب کھانا اس کو دے دیا گیا' پھر اس کا تیسرا حصہ پیسا گیا اور کھانا پکایا گیا کہ اتنے میں ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں سوال کیا' وہ سب کھانا اس کو دے دیا گیا اور سب گھر والے اُس دن بھوکے رہے' خدائے تعالےٰ کو یہہ کام ایسا پسند آیا کہ اس سارے گھر کے متعلق تعریف کے طور پر قرآن پاک میں ایک آیت نازل فرمائی[1]۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ (سورۃ الدہر۔ رکوع ۱۸۔ پارہ ۲۹)

اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

علم علم ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے مقابلے میں مال و دولت کچھ حقیقت نہیں رکھتے علم ہی انسان کی عقل کو تیز اور اس کے دل کو کُندن بناتا ہے' علم ہی سے انسان اپنی بھلائی و برائی کو پہچانتا ہے' سب سے مقدم اور ضروری علم قرآن کریم کا جاننا اور رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی

---

[1] تفسیر درمنثور صفحہ (۲۹۹) وقال ابن عباسؓ نزلت ھٰذہ الاٰیۃ فی علیؓ ابن ابی طالب وفاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ (۳۵۸) پر اس واقعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

حدیثوں سے واقف ہوتا ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے[1]۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے (گھر سے) نکلا وہ جب تک اپنے گھر لوٹ نہ آئے اُس کو اس شخص کی برابر ثواب ملتا رہتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا[2]۔

حضرت ابُو دَرْدَاءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ جو علم حاصل کرنے کی راہ میں نکلا تو گویا اُس نے جنّت کے راستوں میں سے کوئی راستہ اختیار کر لیا، اور فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں، اور عالِم کے لئے آسمان والے اور زمین والے بخشش چاہتے ہیں اور اُس کے لئے مچھلیاں پانی کی گہرائیوں میں بخشش چاہتی ہیں، اور عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر[3]۔

---

[1] ابن ماجہ [2] مشکوٰۃ شریف کتاب العلم بحوالۂ ترمذی و دارمی۔
[3] جمع الفوائد جلد اول صفحہ (۲۰)

قرآن، حدیث اور فقہ (مسئلے مسائل) کے جاننے والوں میں حضرت فاطمہؓ کا بڑا مرتبہ ہے، حضرت فاطمہؓ نے رسولِ پاکؐ کی بہت سی حدیثیں بیان کی ہیں اور حدیث کے علم میں بڑے بڑے صحابہؓ اُن کے شاگرد ہیں، جن بزرگوں نے حضرت فاطمہؓ سے حدیثیں سُن کر دوسروں سے بیان کیں، اُن میں حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ، حضرت سلمیٰ اُمِّ رافعؓ، حضرت انسؓ بن مالک مشہور ہیں[1]۔

---

[1] سیر الصحابیات صفحہ (۱۰۰)

معاشرت

وَالِدْ کی محبّت

اولاد کا سب سے بڑا فرض ماں باپ کی محبت اور اُن کی خدمت ہے

رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا اللہ، باپ کے راضی ہونے سے خوش ہوتا ہے، اور اُس کی ناراضی سے ناراض ہوتا ہے[1]۔

حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے، صحابہؓ موجود تھے آپ نے فرمایا وہ ذلیل ہوا، وہ ذلیل ہوا، وہ ذلیل ہوا، صحابہؓ نے پوچھا کون یا رَسُولُ اللہ؟ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا (اور پھر اُن کی خدمت کر کے) جنّت حاصل نہ کر لی[2]۔

---

[1] ترمذی [2] مشکوٰۃ المصابیح باب البر والصلہ بحوالہ صحیح مسلم

ایک مجلس میں صحابہؓ نے رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے پوچھا کہ تمام کاموں میں خدا کو ہمارا کون سا کام پسند آتا ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، عرض کی پھر کون سا؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، صحابہؓ نے پوچھا پھر کون سا؟ ارشاد ہوا خدا کی راہ میں محنت اُٹھانا۔[1]

حضرت اَبُوْ اُمَامَہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے پوچھا کہ یا رسُولُ اللّٰہ! ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے؟ فرمایا وہ تیری جنّت اور دوزخ ہیں[2] (یعنی اُن کی خوشنودی تیرے لئے جنّت میں داخل کرنے کا سبب ہوگی اور اُن کی ناراضی تجھے دوزخ میں لے جائے گی)

حضرت فَاطِمَہؓ کو اپنے والد ماجد خدا کے سب سے بڑے رسول حضرت مُحَمَّدْ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے بہت محبت تھی۔

اُحد کی لڑائی میں جب کافروں نے رسولؐ پاک کی وفات کی جھوٹی خبر مشہور کی تو حضرت فَاطِمَہؓ بیقرار ہو کر لڑائی کے

---

[1] سیرۃ النبی جلد ششم صفحہ (۱۵۴) [2] مشکوٰۃ المصابیح باب البر والصلہ صفحہ ۴۲۱ بحوالہ ابن ماجہ

میدان میں جا پہنچیں، دیکھا کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی پیشانی پر زخم آیا ہے اور چار دانت شہید ہوئے ہیں، حضرت فَاطِمَہ رضہ رسولِ پاک کو اِس حال میں دیکھ کر رونے لگیں، حضرت علی رضہ ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے، اور حضرت فَاطِمَہ رضہ آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسَلَّمْ کے چہرۂ مبارک سے خون دھوتی جاتی تھیں مگر پیشانی کا خون بند نہ ہوتا تھا، حضرت فَاطِمَہ رضہ نے جب دیکھا کہ خون نہیں رُکتا تو کھجور کی چٹائی جلا کر اُس کی راکھ زخم پر رکھی جس سے خون بند ہو گیا۔[1]

اِس بیماری میں کہ جس میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے وفات پائی آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی، حضرت فَاطِمَہ رضہ سے اپنے والد کی یہہ حالت دیکھ کر ضبط نہ ہو سکا بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا ہائے میرے باپ کی بیچینی آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے سُنا تو فرمایا بیٹی! آج کے بعد تمھارا باپ بیچین نہ ہوگا۔[2]

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے اپنی وفات کے دن

---

[1] صحیح مسلم غزوۂ اُحد [2] صحیح بخاری باب مرض النبی صلعم

اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو بلایا اُن کے کان میں کچھ بات کہی جسے سُن کر وہ رو پڑیں پھر ان کے کان میں کچھ اور بات کہی جسے سُن کر وہ ہنس پڑیں سیدۂ عالم حضرت فاطمۃؓ نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی وفات کے بعد بیان فرمایا کہ پہلی بات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے مجھ سے یہہ فرمائی تھی کہ اب میں دنیا کو چھوڑ رہا ہوں جسے سُن کر میں رونے لگی، اور دوسری مرتبہ مجھ سے یہہ فرمایا تھا کہ اہلبیت میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی اور تم جنّت کی عورتوں کی سردار ہوگی جسے سُن کر میں ہنسنے لگی۔[1]

اپنی وفات کے دن رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے سیدۂ عالم حضرت فاطمۃؓ کے دونوں صاحبزادوں حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو بلایا دونوں کو بوسہ دیا اور اُن کے احترام و عزت کی وصیت فرمائی۔[2]

اس کے بعد حضرت فاطمۃؓ کے شوہر سیدنا حضرت علیؓ کو بلایا۔ سیدنا حضرت علیؓ نے سر مبارک کو اپنی گود میں رکھ لیا،

---

[1] صحیح بخاری عن عروہ عن عائشہؓ [2] رحمت للعالمین جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ بحوالہ مدارج النبوۃ

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے ان کو بھی نصیحت فرمائی[1]۔

جب رسول اللہ صَلَّی عَلَیْہِ وَآلہٖ وَسَلَّمْ کی وفات ہو گئی تو تجہیز و تکفین کے بعد، صحابہؓ تسلی و تشفی دینے کے لئے رسولِ پاک کی صاجزادی حضرت فَاطِمَہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت فَاطِمَہؓ نے حضرت اَنَسؓ سے فرمایا اے اَنَس!

تمھارے دل نے کیسے گوارا کیا کہ تم رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسَلَّمْ کو دفن کرو[2]؟

حضرت اَنَسؓ نے روتے ہوئے جواب دیا کہ خدا کے حکم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔

رسولِ پاک کی وفات کا حضرت فَاطِمَہؓ کو اِس قدر صدمہ تھا کہ اس کے بعد ساری عمر اُن کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا[3]۔

رسولِ پاک کی وفات پر حضرت فَاطِمَہؓ نے کہا کہ میرے پیارے باپ نے خدا کے بُلاوے کو قبول کر لیا، اور جنت الفردوس میں جا پہنچے آہ جبریلؑ کو آپ کی وفات کی خبر کون پہنچا سکتا ہے، (پھر فرمایا) الٰہی! میری روح کو میرے والد کی روح کے پاس پہنچا دے،

---

[1] رحمت اللعالمین جلد دوم صفحہ (۲۹۱) بحوالہ زرقانی۔ [2] سیر الصحابیات بحوالہ صحیح بخاری
[3] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۵۲۴

الٰہی! مجھے رسولِ پاک کے دیدار سے مسرور بنا، الٰہی! مجھے اِس مصیبت کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور قیامت کے دن رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی شفاعت نصیب فرما۔[1]

والد کے حکموں کی پابندی

حضرت فَاطِمَہؓ اپنے والد ماجد رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے حکموں کی بڑی پابندی کرتی تھیں اور کوئی کام ایسا نہ کرتیں جو رسولِ پاک کو پسند نہ ہو، یہہ معلوم ہو جانے پر کہ یہہ کام رسولِ پاک کو ناپسند ہے وہ پھر کبھی اِس کام کو نہ کرتی تھیں۔

حضرت عَبْدُ اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ حضرت فَاطِمَہؓ کے گھر تشریف لائے تو ان کے گھر پر ایک (رنگین) پردہ لٹکا ہوا دیکھا، اُس پردے کو دیکھ کر آپ گھر میں تشریف نہیں لے گئے اور بغیر ملے ہی واپس ہو گئے، تھوڑی دیر بعد حضرت علیؓ گھر میں تشریف لائے اُنھوں نے حضرت فَاطِمَہؓ کو رنجیدہ دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے؟ حضرت فَاطِمَہؓ نے سارا قصہ بیان کیا کہ رسولِ پاک

---

[1] رحمت للعالمین جلد اول صفحہ (۲۹۲) بحوالہ مدارج النبوۃ شاہ عبدالحق صاحب حقی دہلوی

تشریف لائے اور بغیر ملے ہی دروازے سے واپس تشریف لے گئے، یہ سُن کر حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھر میں تشریف نہ لانے کا سبب دریافت کیا، رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا مجھے دنیا کی زیب و زینت سے اور ان نقش و نگار سے کیا واسطہ، فاطمہؓ سے کہو کہ وہ پردے اُتار کر فُلاں لوگوں کے پاس بھجوا دیں، حضرت فَاطِمَہؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے فوراً رسُولُ اللہ صَلَّی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے ارشاد کی تعمیل کی۔[1]

ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے، حضرت فَاطِمَہؓ نے آپ کے واپس تشریف لانے کی خوشی میں گھر کے دروازے پر پردہ لگایا اور حضرت امام حَسَنؓ اور حضرت امام حُسَیْنؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اپنی عادت کے موافق حضرت فَاطِمَہؓ کے گھر تشریف لائے تو اس ساز و سامان کو دیکھ کر بغیر ملے واپس ہو گئے حضرت فَاطِمَہؓ کو آپکی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو فوراً پردے کو پھاڑ ڈالا اور دونوں صاحبزادوں کے ہاتھ سے کنگن اُتار لئے، دونوں صاحبزادے روتے ہوئے

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب اتخاذ الستور۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے صحابہ رضہ سے فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ ان دنیا کی چیزوں سے آلودہ ہوں اس کے بدلے فاطمۃ رضہ کے لئے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لادو۔[1]

حضرت ثوبان رضہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت فاطمۃ رضہ کے گھر تشریف لے گئے وہ سونے کا ہار اپنے گلے سے اتار کر بی بی ہند بنت ہبیرہ رضہ کو دکھا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یہ ہار حضرت علی رضہ نے مجھ کو لا کر دیا ہے، رسولِ پاک نے یہ ہار حضرت فاطمۃ رضہ کے ہاتھ میں دیکھا تو فوراً واپس چلے آئے، حضرت فاطمۃ رضہ رسولِ پاک کے اس طرح واپس ہونے سے سمجھ گئیں کہ یہ آپ کو پسند نہیں، انھوں نے اس ہار کو بیچ کر اس کے عوض میں ایک غلام خریدا اور اس کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔[2]

ماؤں کی محبت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔[3]

---

[1] سیرۃ النبی جلد دوم بحوالہ نسائی کتاب الزینۃ [2] رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ (۱۲۵) بحوالہ نسائی
[3] سیرۃ النبی جلد ششم۔

ایک آدمی نے رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے پوچھا کہ میرے اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، عرض کیا پھر کون؟ چوتھی مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ اس کے بعد جو اس سے قریب ہے پھر جو اُس سے قریب ہے۔[1]

حضرت فَاطِمَۃُ الزَّہرا رض کی والدہ حضرت خدیجہ رض کی وفات تو حضرت فَاطِمَہ رض کے بچپن ہی میں ہو گئی تھی، اس لئے اُن کا رہنا سہنا رسُولِ خدا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی دوسری بیویوں کے ساتھ ہوا، شروع میں وہ ہمارے رسولِ پاک کی بیوی حضرت سَوْدَہ رض کے پاس رہیں، اس کے بعد ان کا رہنا رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی دوسری بیوی حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رض کے ساتھ ہوا، حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رض اور حضرت فَاطِمَہ رض تقریباً ایک سال تک ساتھ رہیں[2]، آپ حضرت عائشہ صِدِّیقَہ رض سے حقیقی ماں جیسی محبت رکھتی تھیں اور اُن کی عزت اُن کا ادب حقیقی ماں جیسا کرتی تھیں اِن دونوں کی محبت

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم [2] سیرۃ عائشہ صفحہ (۸۶)

کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ جب حضرت فَاطِمَہ رضؓ کی شادی ہوئی تو
حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ نے بڑے شوق سے شادی کا سب
سامان درست کیا گھر لیپا، بچھونا بچھایا، اپنے ہاتھ سے کھجور کی
چھال دُھن کر تکیے بنائے، چھوارے اور مُنَقّے دعوت میں پیش
کئے اور وہ سب حق ادا کئے جو ایک ماں کے ذمے ضروری ہیں
حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے فَاطِمَہ رضؓ
کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی۔[1]

حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ حضرت فَاطِمَہ رضؓ کی تعریف
کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ میں نے رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمْ کے بعد حضرت فَاطِمَہ رضؓ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔[2]

ایک اور جگہ حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ اپنی بیٹی حضرت
فَاطِمَہ رضؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے اُٹھنے، بیٹھنے،
چلنے پھرنے، عادت واطوار اور بات چیت کرنے میں فَاطِمَہ رضؓ
سے زیادہ رَسُولِ پاک سے ملتا جُلتا کسی کو نہیں پایا۔[3]

ایک صحابی نے حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ سے پوچھا کہ

---

[1] یہ تمام تفصیل ابن ماجہ باب الولیمہ میں ہے [2] زرقانی بحوالہ معجم طبرانی علی شرط الشیخین
[3] جامع ترمذی۔

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سب سے زیادہ کس سے محبت رکھتے تھے؟ حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ نے جواب دیا فَاطِمَہ رضؓ سے اُنھوں نے پوچھا مَردوں میں سب سے زیادہ محبت آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کو کس سے تھی؟ آپ نے فرمایا فَاطِمَہ رضؓ کے شوہر حضرت علیؓ سے اور علیؓ بہت روزہ رکھنے والے اور خدا کی بہت عبادت کرنے والے تھے۔[1]

شادی کے بعد حضرت فَاطِمَہ رضؓ جس گھر میں گئیں، اُس گھر میں اور حضرت عَائِشَہ صِدِّیقَہ رضؓ کے گھر میں صرف ایک دیوار آڑ تھی، اس دیوار میں ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی، جب ماں بیٹی کی طبیعت گھبراتی تو اس کھڑکی میں کھڑے ہو کر آپس میں بات چیت کر لیتیں۔[2]

وفات رسولِ پاک کی وفات کے بعد حضرت فَاطِمَہ رضؓ صرف چھ مہینے زندہ رہیں۔[3] وہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی وفات کے بعد سے بہت غمگین و رنجیدہ رہتی تھیں رسولِ پاک کی وفات کے بعد کسی نے

---

[1] ترمذی باب المناقب [2] خلاصتہ الوفا فصل رابع [3] صحاح روایت حضرت عائشہ رضؓ

حضرت فاطمہ رضہ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔[1]

انتیس سال کی عمر میں ہجرت کے گیارہویں سال رمضان شریف کی تیسری تاریخ کو سہ شنبہ کی رات میں آپ جنّت کو سدھاریں، خاندانِ نبوت میں وہ اپنے تمام رشتے داروں سے پہلے اپنے والدِ محترم حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے جنّت میں جا ملیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

حضرت فاطمہ رضہ کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضہ نے غسل وکفن کا انتظام کیا بی بی اَسماءؓ بنت عُمَیْس رضہ نے غسل وکفن دیا، حضرت علی رضہ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور جنّتُ البقیع کے قبرستان میں دفن کی گئیں۔

آپ کی وفات سے تمام مسلمانوں کو بہت ہی رنج و صدمہ ہوا، آپ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی سب سے پیاری اولاد اور آپ کی نشانی تھیں، حضورِ انور صلعم سے بہت مشابہ تھی اور تمام اُمت کے لئے نجات کا وسیلہ اور برکت کا باعث تھیں۔

---

[1] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ (۵۲۴)

اولاد حضرت فاطمہ رض کے تین صاحبزادے حضرت حسن رض حضرت حسین رض حضرت محسن رض اور دو صاحبزادیاں حضرت زینب کبریٰ رض اور حضرت ام کلثوم کبریٰ رض تھیں۔ حضرت محسن رض کی بچپن ہی میں وفات ہو گئی۔[1]

حضرت فاطمہ رض کو اپنی تمام بہنوں پر یہ بزرگی حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ انھیں سے چلا۔ حضرت فاطمہ رض کی اولاد میں بڑے بڑے امام ہوئے، جن کا مرتبہ اسلام میں بہت بلند ہے، حضرت فاطمہ رض کی اولاد سیّد یا سادات کہلاتی ہے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت اپنی اولاد کی بہترین تعلیم و تربیت مسلمان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔[2]

---

[1] بعض مورخین نے سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ رض کی دو صاحبزادیوں حضرت زینب رض اور حضرت ام کلثوم رض کے علاوہ تیسری صاحبزادی حضرت رقیہ رض کا بھی تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کی وفات بچپن میں ہو گئی (رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ ۱۳۴)۔

[2] ترمذی کتاب البر والصلہ باب ماجاء فی ادب الولد۔

ایک اور موقع پر رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا باپ کا اپنے بچے کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقے سے بہتر ہے۔[۱]

ایک دفعہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کو یا دو بہنوں یا دو لڑکیوں کو پرورش کیا اور اُن کو اچھا ادب سکھایا اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اُن کی شادی کردی تو وہ جنت کا حق دار ہو گیا۔[۲]

حضرت امام حَسَنؓ اور حضرت امام حُسَیْنؓ کی تعلیم و تربیت حضرت فَاطِمَہؓ حضرت علیؓ اور خود رسُولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے فرمائی تھی، اس لئے دونوں صاحبزادے تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ تھے۔

سیدنا حضرت امام حسنؓ ہجرت کے تیسرے سال رمضان کے مہینے میں پیدا ہوئے آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہ وَآلہٖ وَسَلَّمْ نے اِن کا نام حَسَنؓ رکھا، کانوں میں اذاں دی، پیدائش کے ساتویں دن

---

[۱] سیرۃ النبی جلد ششم [۲] جمع الفوائد جلد دوم صفحہ ۱۶۹

عقیقہ کیا، دو مینڈھوں کی قربانی کر کے حضرت حسن رضؓ کے بال اُتروائے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی۔[1]

بچپن کے زمانے میں ایک دفعہ سیدنا حضرت امام حسن رضؓ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور میں مُنہ میں ڈال لی، رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا بیٹا! تھوک دو کیا تمھیں یہ خبر نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا، پھر اُس کھجور کو مُنہ سے اُگلوا دیا۔[2]

رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کو حضرت امام حسن رضؓ سے بہت محبت تھی، حضرت امام حسن رضؓ نے بہت سی حدیثیں رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کی بیان کیں اور جن بزرگوں نے آپ سے حدیثیں سُن کر دوسروں سے روایت کیں، اُن میں حسن بن حسن رضؓ، عَبْدُ اللہ، اَبُو جَعْفَر بن نُفَیْر، عِکْرِمَہ مُحَمَّد بن سیرین اور سُفْیَان بن لَیْل مشہور ہیں۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے بعد جن بزرگوں سے لوگ مسائل پوچھتے اور فتویٰ لیتے اُن میں بھی حضرت امام حسن رضؓ

---

[1] استیعاب جلد اول صفحہ (۱۴۲) [3] تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ (۲۹۵)
[2] صحیح بخاری کتاب الصدقات۔

بہت مشہور تھے۔[1]

اِس کے علاوہ تاریخ کے لکھنے والوں نے حضرت امام حَسَنؓ کی حکمت و نصیحت سے بھری ہوئی بہت سی باتیں نقل کی ہیں، اُن میں سے بعض باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

ایک آدمی نے حضرت امام حَسَنؓ سے کہا کہ مجھے موت سے بہت ڈر لگتا ہے، آپ نے فرمایا تم موت سے اِس لئے ڈرتے ہو کہ تم نے اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا (یعنی جمع کیا اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کیا) اگر اُس کو آگے بھیج دیا ہوتا تو اُس تک پہنچنے کے لئے تم ڈرنے کی بجائے خوش ہوتے

ایک صاحب نے حضرت امام حَسَنؓ سے پوچھا کہ زندگی گزارنے کے اعتبار سے سب سے اچھی زندگی کون گزارتا ہے؟

آپ نے فرمایا جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرے (یعنی اس کی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے) پھر اُن صاحب نے پوچھا کہ سب سے بُری زندگی کس کی ہے؟

حضرت امام حَسَنؓ نے جواب دیا کہ جس کے ساتھ کوئی دوسرا زندگی نہ گزار سکے۔

---

[1] اعلام الموقعین جلد اول صفحہ (۱۲)

حضرت امام حسنؓ فرمایا کرتے تھے ضرورت کا پورا نہ ہونا اِس سے کہیں بہتر ہے کہ اُس ضرورت کے حاصل کرنے کے لئے آدمی کسی نااہل (ذلیل) کے پاس جائے[1]۔

حضرت امام حسنؓ اپنے وقت کا بڑا حصہ خدا کی عبادت میں صرف کرتے تھے، صدقہ و خیرات سخاوت میں بھی حضرت امام حسنؓ بہت بڑھے ہوئے تھے، وہ بہت فیاضی سے اللہ کے راہ میں خرچ کرتے، دوؔ مرتبہ آپ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دیدیا، اُس میں سے اپنے لئے کچھ باقی نہ رکھا اور تین دفعہ آپ نے اپنے مال کا آدھا آدھا حصہ خدا کی راہ میں خیرات کردیا[2]۔

ہر طرح کی سواریوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے بہت سے حج پیدل کئے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس سے ملوں اور اس کے گھر پیدل نہ گیا ہوں[3]۔

آپ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسینؓ شعبان کے مہینے میں ہجرت کے چوتھے سال پیدا ہوئے، آپ کی پیدائش کی

---

[1] یہ تینوں واقعات یعقوبی جلد ۲ صفحہ (۲۶۸) سے ماخوذ ہیں۔
[2] اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ (۱۳)، [3] تہذیب الاسماء نووی جلد اول صفحہ (۱۵۸)

خبر سن کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، صاحبزادے کو دیکھا کانوں میں اذاں دی اور آپ کا نام حسینؓ رکھا اور حضرت فاطمہؓ کو صاحبزادے کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کرنے کا حکم دیا۔

حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم کے مطابق حضرت امام حسینؓ کا عقیقہ کیا[۱]۔

حضرت امام حسینؓ سے بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بہت محبت تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے رسولِ پاک کی بہت سی حدیثیں بیان کیں، جن بزرگوں نے آپ سے حدیثیں سن کر روایت کیں اُن میں آپ کے بڑے بھائی حضرت امام حسنؓ صاحبزادے علی اور زید صاحبزادی سکینہؓ، فاطمہؓ پوتے ابو جعفر الباقر عام راویوں میں شعبی، عکرمہ، کرز التیمی، سنان بن ابی سنان دولی، عبداللہ بن عمرو بن عثمان، فرزدق شاعر مشہور ہیں[۲]۔

اُس زمانے کے لوگ مسئلے مسائل و فتوی حضرت امام حسینؓ

---

[۱] مستدرک حاکم جلد ۳ و موطا امام مالک [۲] تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ (۳۴۵)

سے پوچھتے تھے۔ آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اپنے اندر حکمت و نصیحت کے خزانے لئے ہوئے ہوتی تھیں۔

فرمایا کرتے تھے سچائی عزت ہے، جھوٹ عجز ہے، راز داری امانت ہے، امداد دوستی ہے، پڑوس کا حق قرابت ہے، اچھے اخلاق عبادت ہیں، خاموشی زینت ہے، بخل، فقر ہے، عمل تجربہ ہے، سخاوت، دولت مندی ہے، نرمی، عقل مندی ہے[۱]،

اسلام کے مشہور تاریخ لکھنے والے علامہ ابن عبدُ البَر، امام نَوَوِیؒ علامہ ابن اَثیر ان سب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت امام حُسَینؓ بہت بڑے عالم و فاضل تھے[۲]۔

حضرت امام حُسَینؓ بھی اپنے وقت کا بڑا حصہ خدا کی عبادت میں صرف کرتے، رات دن میں ایک ایک ہزار نفلیں پڑھتے[۳] اور بہت زیادہ روزہ رکھتے تھے، آپ نے بہت سی مرتبہ حج کیا اور اکثر حج پیدل کئے، مُصعَب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حُسَینؓ نے پچیس حج پیدل کئے تھے[۴]، خدا نے آپ کو ایسا فیاض دل بخشا تھا کہ کبھی کوئی سوال کرنے والا

---

[۱] یعقوبی جلد ۲ صفحہ (۲۹۲) [۲] استیعاب ابن عبد البر، تہذیب الاسماء نووی۔
[۳] یعقوبی جلد ۲ صفحہ (۱۹۲) [۴] تہذیب الاسماء، نووی جلد ۲ صفحہ (۱۶۳)

آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں گیا۔

مختصر یہ کہ اسلام کی تاریخ لکھنے والے سب کے سب اِس پر جمع ہیں کہ۔

كَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَثِيْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا[۱]

یعنی حضرت امام حُسینؓ بڑے نمازی بڑے روزہ دار، بہت حج کرنے والے بڑے صدقہ دینے والے اور تمام اچھے کاموں کو کثرت سے کرنے والے تھے۔

حق کے کہنے اور سچائی کا ساتھ دینے، شجاعت و بہادری، صبر و استقلال میں تو حضرت امام حُسینؓ کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، کربلا کے میدان میں حق کے لئے سارا کنبہ اور آپ شہید ہوئے مگر آپ نے حق سے مُنہ نہیں موڑا۔

حضرت امام حَسنؓ اور حضرت امام حُسینؓ دونوں بھائی شکل و صورت اور حُسن و جمال میں بہت زیادہ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے مشابہ تھے، حدیث میں ہے کہ حضرت امام حَسنؓ سر سے سینے تک اور حضرت امام حُسینؓ سینے سے پاؤں تک

---

[۱] استیعاب و اسد الغابہ تذکرہ حضرت امام حسینؓ

رسولِ پاک کے مشابہ تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن دونوں صاحبزادوں کی بہت سی فضیلتیں بیان کی ہیں۔

ایک صاحب نے رسولِ پاک سے پوچھا کہ اہلِ بیت میں آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا حسنؓ اور حسینؓ۔[2]

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ میرے جنّت کے دو پھول ہیں۔[3]

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ جنّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔[4]

اِن دونوں صاحبزادوں کے لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی، اے اللہ میں اِن دونوں سے محبت رکھتا ہوں، بس تو بھی اِن سے محبت رکھ اور جو کوئی اِن دونوں سے محبت رکھے اِن سے بھی محبت رکھ۔[5]

فضائل حضرت فاطمہؓ کی یوں تو بہت سی فضیلتیں ہیں مگر سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کا سلسلہ حضرت فاطمہؓ ہی سے ہے۔

---

[1] ترمذی باب المناقب الحسنؓ والحسینؓ [2] ترمذی [3] ترمذی [4] ترمذی [5] ترمذی

اِس کے علاوہ آپ رَسُولِ پاک کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہیں، جنّت کی عورتوں کی سردار ہیں[۱]، آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حَسَنؓ اور حضرت امام حُسَینؓ جنّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں[۲]،

آپ کے شوہر سَیّدنا حضرت عَلیؓ کے متعلق رَسُولِ خدا صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَآلہٖ وسَلّمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور عَلیؓ اس کا دروازہ ہیں[۳]۔

حضرت فاطمہؓ کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں جنکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَآلہٖ وَسَلّمؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ عَلَیْہِ السّلام آئے اور کہا کہ حضرت خَدیجَہؓ آپ کے لئے کچھ سالن اور کھانا وغیرہ لا رہی ہیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو اُن کو اللہ کا سلام کہئے اور میرا بھی سلام کہئے اور اُن کو جنّت میں ایک موتی کے محل کی خوش خبری دیدیجئے، جس میں شور وغل، رنج وغم نام کو بھی نہیں[۴]۔

حضرت عَائِشَہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن صبح کو رَسُولُ اللہ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَآلہٖ وَسَلّمؐ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ اتنے میں

---

[۱] ترمذی [۲] ترمذی ومستدرک حاکم [۳] مستدرک حاکم، ترمذی، ترمذی میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں انا دار الحکمۃ وعلیؓ بابھا [۴] صحیح بخاری۔

حضرت امام حسنؓ پھر حضرت امام حسینؓ پھر حضرت فاطمہؓ پھر سیدنا حضرت علیؓ سلسلے وار ایک دوسرے کے بعد آتے گئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن میں سے ہر ایک کو اپنی چادر میں لیتے گئے پھر آپ نے یہہ آیت پڑھی[۱]۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝	(اے پیغمبر کے) گھر والو خدا کو تو بس یہہ ہی منظور ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) گندگی کو دور کرے اور تم کو ایسا پاک بنائے جیسا کہ پاک بنانے کا حق ہے۔

سورۂ احزاب۔ رکوع ۴۔ پارہ ۲۲

ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسولِ پاک نے ان چاروں حضرات کو اپنی چادر اوڑھا کر فرمایا اے اللہ یہہ میرے اہل بیت ہیں تو انھیں پاک کر اور ان سے ظاہری اور اندرونی ناپاکی کو دور فرما[۱]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ سے فرمایا تمھاری جس سے لڑائی ہے اُس سے میری بھی لڑائی ہے تمھاری جس سے صلح ہے اُس سے میری بھی صلح ہے[۲]۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز نفل پڑھتے، پھر حضرت فاطمہؓ

---

[۱] تفسیر خازن صفحہ (۴۹۱) و تفسیر ابن جریر جز ۲۲ صفحہ (۶) [۲] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ترمذی باب المناقب

کے گھر تشریف لے جاتے پھر آپ کے یہاں سے ہو کر اپنی بیویوں کے گھر تشریف لے جاتے۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بیان فرماتی ہیں کہ جب فاطمہ رضہ حضرت رسولِ پاک کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو رسولِ پاک اُن کے لئے کھڑے ہو جاتے، اُن کو (دستور کے موافق) پیار کرتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے، اسی طرح جب رسولِ پاک اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[2]

عزیز بچیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں کے، زہد و ریاضت، تقویٰ، پرہیزگاری اور سادہ زندگی کے حالات تمہارے لئے اِس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں، ان حالات کو خوب غور سے پڑھ کر اپنی بہنوں اور دوسری سہیلیوں کو بھی سناؤ جہاں تک ہو سکے اپنی زندگی بھی ویسی ہی بنانے کی کوشش کرو، اور دُعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت علیہم کی پیروی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

یہ ہے سیرۃِ دختران محمدؐ ۔ بنو پیرو خاندانِ محمدؐ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

---

[1] رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ (۱۲۱) [2] ترمذی باب المناقب میں یہ دونوں حدیثیں موجود ہیں

(عمدہ فنانشل نظام دکن پریس میں چھپا)